

القصيدۃ النعمانیۃ

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ناباب نعتیہ کلام
(تحقیق-توضیح-تخریج)

* محمد عرفان نذیر

** محمد اسماعیل عارفی

ABSTRACT

Imam Abu Hanifa is one of the blessed personalities among muslim ulamas and scholars. He was foremost and the only Tabiee among four greatest scholars of Islam. He had written many great books in his time but unfortunately, most of them are unavailable in present age except fews. The major reason for this unavailability was that his pupils paid whole attention towards spreading his knowledge and wisdom around the world which caused a little negligence towards his publications. However some of his books reached our hands safe and secure.

This article comprises on a very rare booklet of Imam Abu Hanifa known as "Al-Qaseedat-un-Nomania" or "Al-Qaseedat-ul-Kafiyah" or "Qaseedatu Madh-e-Rasool". This booklet, actually, is a compilation of verses written or read by Imam Abu Hanifa.

These beautiful lines of poetry are in the na'at or madah and praise of Holy Prophet ﷺ with the deep love of the Holy Prophet ﷺ. This booklet is present in almost all the larger libraries of the world. We mentioned more than 10 referances in this connection. Also we translated and described the verses referring the origination of the ahadees and events referred in the Qaseedah with complete details. We added and corrected some of aeraabs (اصواب) in the qaseedah which seems inaccurate in the Manuscript or Makhtota. In this way this Makhtota has become more authentic.

Keywords: Imam Abu Hanifa, qaseedah, na'at, makhtota, booklet, praise.

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپؒ ائمہ اربعہ میں سب سے مقدم ہیں اور ائمہ اربعہ کے درمیان صرف آپ کو ہی تابعیت کا شرف حاصل ہے۔ اور ایک تحقیق کے مطابق شروع دور سے لیکر اب تک مسلمانوں میں سب سے زیادہ پیروکار آپ ہی کے رہے ہیں۔ امام صاحب امت کے ان خوش قسمت اشخاص میں سے ہیں جن پر بہت زیادہ لکھا گیا اور سوانح نگاروں نے آپ کی زندگی کے مختلف گوشوں پر تحقیق فرمائی۔ سوانح نگاروں نے آپ کی زندگی پر بحث کرتے ہوئے آپ کی متعدد تصانیف کا ذکر کیا لیکن افسوس کہ ان میں بعض حوادثِ زمانہ

* ریسرچ اسکالر، شعبہ اصول دین، جامعہ کراچی، پتہ: irfan_1013@hotmail.com

** ڈاکٹر، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اصول دین، جامعہ کراچی

تاریخ موصولہ: ۲۰۱۷/۱۱/۲۷ء

کا شکار ہو کر مفقود ہو گئی ہیں۔ آپ کے شاگردوں نے آپ کے علوم کی طرف خوب توجہ دی اور چار دانگ عالم میں آپ کے علوم کو پھیلایا اسی وجہ سے آپ کی تصنیفات کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی گئی کیونکہ تصنیفات کا مقصد علوم کو باقی رکھنا ہوتا ہے اور یہ مقصد بدرجہ اتم پورا ہوا اسی وجہ امام صاحب کی تصنیفات کی طرف سے کچھ بے توجہی سی ہو گئی۔ لیکن ایسا بھی نہیں جیسا امام رازی اور شبلی نعمانی نے دعویٰ کیا کہ امام صاحب کی اب کوئی تصنیف باقی نہیں رہی کیونکہ امام صاحب کی کئی تصنیفات نہ صرف یہ کہ صحیح سند سے باقی ہیں بلکہ باقاعدہ چھپی ہوئی بھی دستیاب ہیں۔ امام صاحب کے علمی ترکہ میں سے ایک ورثہ جو عام طور پر نظروں سے پوشیدہ ہے وہ یہ زیر نظر قصیدہ بھی ہے۔ یہ قصیدہ "القصيدة النعمانية" یا "القصيدة الكافية" یا "قصيدة مدح الرسول" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اور ۱۲۶۸ھ میں قسطنطنیہ میں پہلی بار طبع ہوا۔ چونکہ یہ کوئی باقاعدہ تصنیف نہیں ہے بلکہ یہ ایک نعتیہ کلام ہے جو امام نے عشق رسول ﷺ میں ڈوب کر پڑھا یا تحریر فرمایا اسی لیے عام طور پر تصنیفات کے ذیل میں اس کا تذکرہ نہیں ملتا۔ تاہم اس قصیدہ کا تذکرہ کئی مصنفین نے اپنی تصنیفات میں کیا ہے اور دنیا کے بہت سے بڑے کتب خانوں میں اس کے کئی مخطوطات موجود ہیں میں سے چند ایک کی تفصیل حسب ذیل ہے:

- ۱) جامعة الملك سعود (King Saud University) کے قسم المخطوطات میں ابراہیم الرشاد کاتب کا لکھا ہوا مخطوطہ (رقم: ۷۵۳۷) موجود و محفوظ ہے اور ہم نے اسی کو بنیاد بنا کر اس پر تحقیقی کام سرانجام دیا۔
- ۲) محمد عارف عطیہ نے اس قصیدہ پر کچھ کام کر کے مکتبہ دار غریب، قاہرہ سے ۲۰۰۳ میں یہ قصیدہ بنام "القصيدة النعمانية في مدح خير البرية" کے نام سے چھاپا ہے اور بعض عالمی کتب خانوں میں دستیاب بھی ہے۔
- ۳) ایک مخطوطہ مرکز الملك فيصل للبحوث والدراسات الاسلامیہ، ریاض، سعودی عرب کے مکتبہ میں موجود ہے جس کا رقم ۰۸۰۶۷-۲۸ ہے۔^۱
- ۴) ایک تیسرا مخطوطہ اس قصیدہ کا اسی مرکز الملك فيصل کے مکتبہ میں رقم الحفظ: ۰۹۴۱۶-۷ کے تحت محفوظ ہے۔^۲
- ۵) چوتھا مخطوطہ اس قصیدہ کا مکتبہ الخدیویہ، قاہرہ، مصر میں رقم ۷/۵۴۰ موجود و محفوظ ہے۔^۳
- ۶) پانچواں مخطوطہ دار الکتب المصریہ، قاہرہ، مصر کے کتب خانہ میں رقم ۳/۲۹۰ مصون و موجود ہے۔^۴
- ۷) ایضاح المسنون فی الذیل علی کشف الظنون میں اسماعیل پاشا نے ابراہیم خلیل بن احمد بن اسحاق رومی حنفی رئیس العلماء المتوفی ۱۲۷۰ھ کی ایک کتاب کا تذکرہ کیا ہے جس کا نام سرور القلب العرفانیہ ہے یہ کتاب اسی قصیدہ کی شرح ہے۔
- ۸) مجمع المؤمنین بھی ابراہیم خلیل بن احمد بن اسحاق رومی حنفی کی اس سرور القلب العرفانیہ کا ذکر موجود ہے جو کہ اسی قصیدہ کی شرح ہے۔

۹) طرسوسی کی ”تحفة الترك“ کے تحت معلق و محشی نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تذکرہ میں امام صاحب کی تصنیفات میں اس قصیدہ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

۱۰) ادوارد فنی کے اکتفاء القنوع بما هو مطبوع میں ”القصيدة النعمانية“ کو امام صاحب کی تصنیف قرار دیا ہے۔
 ۱۱) یوسف الیان سرکیس نے معجم المطبوعات العربية والمعربة میں اس قصیدہ کو امام صاحب کی تصنیفات میں ذکر کیا ہے۔

۱۲) ہندوستان کے ایک مصنف اسمعیل السعدی الافضلی نے ”العطية الرحمانية في تخميس القصيدة النعمانية“ کے نام سے ایک قصیدہ امام صاحب کے اسی قصیدہ کو سامنے رکھ کر تالیف کیا۔ جس میں انہوں نے امام صاحب کے دو اشعار کے ساتھ اپنے تین اشعار ملا کر اس کو مخمس کی شکل میں پیش کیا۔

درج بالا حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ قصیدہ جو امام اعظم ابوحنیفہ النعمان بن ثابتؒ نے عشق رسول ﷺ میں ڈوب کر پڑھا بڑی تاریخی اہمیت کا حامل ہے اور امام صاحب کے عشق رسول ﷺ کا غماز ہے لیکن مرور زمانہ نے اس پر گہری گرد بٹھادی جس کو ہٹا کر اس مبارک قصیدہ کو عام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہر خاص و عام یہ بات سمجھ لے کہ عشق رسول ﷺ کے بغیر علم و فن کے بڑے بڑے دفتر بھی اہمیت کے حامل نہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ النعمان بن ثابتؒ جیسے جہاں العلم بھی آپ ﷺ کی جناب میں عاجزی و اکساری کرتے ہیں۔ اور اسی کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں بلکہ آپ ﷺ کے علاوہ کسی تعلق کو قابل اعتبار نہیں سمجھتے یہی وجہ ہے کہ اسی قصیدہ میں امام صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے علاوہ ابوحنیفہ کا کوئی نہیں۔

ہم نے اس قصیدہ کی تحقیق کر کے اس کے اشعار کا اردو ترجمہ اور تشریح کی۔ ان میں مذکور واقعات کی احادیث و آثار کے ذخیرہ سے تحقیق کی ہے اور کتب صحیح سے ان کی تخریج بھی ذکر کی ہے۔ اصل منخطوطہ میں بظاہر کچھ اعراب میں مرجوحیت تھی چنانچہ شعرى عبارت کو آسان کرنے کے لیے ضروری اعراب کا بھی اضافہ کیا ہے۔ اس تحقیق کے بعد اب یہ قصیدہ معتبر و مصدق اور مخرج ہو چکا ہے جس کی وجہ سے اس کی اہمیت کئی گنا بڑھ چکی ہے۔

يا سيد الساداتِ جنتك فأصداً

أرجو رضاك وأحتمي بحماكا

اے سرداروں کے سردار ﷺ! میں آپ کی خدمت میں باقاعدہ ارادہ کے ساتھ حاضر ہوا ہوں کہ آپ کی رضا کی امید کرتا ہوں اور آپ کی پناہ سے پناہ حاصل کرتا ہوں۔

(یا) امام صاحب سردارِ دو عالم ﷺ کے روضہ اطہر پر اپنا یہ قصیدہ پڑھ رہے ہیں اور آپ ﷺ کو خطاب فرما رہے ہیں چونکہ انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے: الأنبياء أحياء في قبورهم

یصلون^۵ (انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں) نیز آپ ﷺ اپنی قبر مبارک پر سلام پڑھنے والے کو جواب بھی دیتے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے: من صلی علی عند قبري سمعته ومن صلنایا أبلغته^۶ (جو میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھے تو میں خود سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھے تو مجھے پہنچایا جاتا ہے۔)

نیز فرمایا: ما من أحد یسلم علی إلا رد الله الی روحی حتی أرد علیه السلام^۷۔ (جو بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو حق تعالیٰ میری روح واپس کرتے ہیں تو میں سلام کا جواب دیتا ہوں۔ اسی لیے امام صاحب جب روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہوئے تو ان الفاظ سے آپ ﷺ پر سلام پڑھا۔

(سید السادات) اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: أنا سید ولد آدم یوم القيامة ولا فخر^۸۔ (میں قیامت کے دن ساری اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور مجھے اس پر کوئی غرور و تکبر نہیں۔)

(جنتك فاصدا) یعنی میں باقاعدہ قصد اور ارادہ سے آیا ہوں ایسا نہیں کہ تجا آ گیا ہوں گویا تمہیہ فرمائی کہ جب سرکارِ دو عالم ﷺ پر آؤ تو بالتقصد وبالذات آؤ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: من جاءنی زائراً لا یعلمه حاجة إلا زیارتی کان حقاً علی أن أكون له شفیعاً یوم القيامة یعنی جو میرے پاس آیا زیارت کے لیے اور اس کا مسوا میری زیارت اور کوئی مقصد نہ ہو تو مجھ پر حق ہے کہ اس کے لیے قیامت کے دن شفاعت کروں۔ نیز ارشاد فرمایا: من حج البيت ولم یزرني فقد جفانی^۹ (جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے میرے ساتھ نا انصافی کی)۔

(أرجو رضاك) آپ کی رضا کی امید کرتا ہوں کیونکہ آپ ﷺ کی رضامندی در حقیقت اللہ کی رضامندی ہے جیسے آپ ﷺ کی اطاعت در حقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ^{۱۰} (جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی)۔

(وأحتسب بحماكا) یعنی میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں کہ آپ ﷺ میرے لیے دعا فرمائیں تاکہ میں نفس و شیطان کے شرور سے محفوظ رہ سکوں نیز یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جن چیزوں سے آپ ﷺ نے حفاظت حاصل کی یعنی دعائیں اور نیک اعمال وغیرہ میں بھی ان ہی کی مدد سے نفس و شیطان کے شرور سے اور مختلف مصائب و آلام سے پناہ حاصل کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اس میں بڑا واضح مطلب موجود ہے کہ میں آپ ﷺ کی شفاعت کا محتاج ہوں اور آپ کی شفاعت کی پناہ میں آتا ہوں۔

وَاللَّهُ يَا خَيْرَ الْخَلَائِقَانِ لِي

قَلْبًا مَشُوقًا لَا يَزُومُ سِوَاكَ

اے مخلوق میں سب سے برگزیدہ! اللہ کی قسم! میرا دل آپ کا ہی مشتاق ہے اور آپ کے علاوہ کسی کا قصد نہیں کرتا۔

وَبِحَقِّ جَاهِكَ إِنِّي بِكَ مُعْرَمٌ
وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنِّي أَهْوَاكَ

آپ کی عزت و شان کے حق کی قسم! میں تو آپ پر ہی فریفتہ ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں صرف آپ کی محبت میں گرفتار ہوں۔

اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ^{۱۲} یعنی قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم کا دل ایمان والے نہیں ہو سکتے جب تک کہ میں اسے اس کے والدین، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

أَنْتَ الَّذِي لَوْلَاكَ مَا خُلِقَ امْرُؤٌ
كَأَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرَبُ لَوْلَاكَ

آپ ہی ہیں کہ اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی پیدانہ ہوتا یقیناً اگر آپ نہ ہوتے مخلوق پیدانہ کی جاتی۔

(أَنْتَ الَّذِي لَوْلَاكَ) اشارہ ہے اس نکتہ کی طرف جو بعض علماء سے منقول ہے: لَوْلَاكَ لَوْلَاكَ مَا خُلِقَتِ الْأَفْلَاكُ^{۱۳} (اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو میں زمین و آسمان پیدانہ کرتا) یا جیسے ابن عباس رضی اللہ عنہم عن حق تعالیٰ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ: لَوْلَاكَ مَا خُلِقَتِ الْجَنَّةُ، وَلَوْلَاكَ مَا خُلِقَتِ الدُّنْيَا^{۱۴} (اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو میں جنت اور دنیا کو پیدانہ کرتا۔)

أَنْتَ الَّذِي مِنْ نُورِكَ الْبَدْرُ اكْتَسَبَ
وَالشَّمْسُ مَشْرِقَةً بِنُورِ بَهَاكَ

آپ ﷺ ہی ہیں کہ آپ کے نور سے چودھویں کے چاند نے چاندنی کی چادر اوڑھی اور سورج بھی آپ کی ہی رونق کے نور سے چمک رہا ہے۔

مولانا قاسم نانوتوی نے اس کو اپنے الفاظ میں یوں بیان کیا ہے۔

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے نقش روح محمد بنایا گیا
پھر اسی نقش سے لے کے کچھ روشنی بزم کون و مکاں کو سجایا گیا

أَنْتَ الَّذِي لَمَّا رُفِعَتْ إِلَى السَّمَاءِ

بِكَ قَدْ سَمَّتْ وَتَزَيَّنَّتْ لِسْرًا كَا

آپ ہی ہیں کہ جب آپ کو آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ آپ کی برکت سے آسمان بلند درجہ والا ہوا اور آپ کے اس سفر سے آسمان خوبصورت ہوا۔

أَنْتَ الَّذِي نَادَاكَ رَبُّكَ مَرْحَبًا

وَلَقَدْ دَعَاكَ لِقُرْبِهِ وَحَيًّا كَا

آپ کو آپ کے رب نے خوش آمدید کہا اور آپ کو اپنے قرب کے لیے بلایا اور آپ پر سلام بھیجا۔ ملا علی القاری نے شرح الشفاء میں لکھا ہے کہ جب آنحضرت ﷺ معراج کے سفر میں حق تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے التحیات لله والصلوات والطيبات پڑھا پھر حق تعالیٰ نے فرمایا: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔^{۱۵} دیگر مواقع پر بھی حق تعالیٰ شانہ نے آپ ﷺ کی طرف سلام بھیجا۔ چنانچہ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت جبریل آنحضرت ﷺ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو سلام فرما رہے ہیں۔^{۱۶}

أَنْتَ الَّذِي فِيْنَا سَأَلْتَ شَفَاعَةً

نَادَاكَ رَبُّكَ لَمْ تَكُنْ لِسُوَاكَا

ہم میں آپ ہی وہ ہستی ہیں کہ آپ ہی اللہ تعالیٰ سے شفاعت مانگیں گے، آپ کا رب آپ کی دعا قبول فرمائیگا اور یہ شرف آپ کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں ہو سکے گا۔

(لم تكن لسواكا) اشارہ ہے حدیث شفاعت کی طرف کہ محشر کے دن لوگ حساب کتاب شروع کرنے کی درخواست لے کر آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ معذرت کریں گے اور نوح علیہ السلام کی طرف بھیجیں گے وہ بھی معذرت کریں گے اور ابراہیم علیہ السلام کے پاس جانے کا کہیں گے جب لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس درخواست شفاعت لے کر آئیں گے تو وہ بھی معذرت کریں گے اور موسیٰ علیہ السلام کی طرف رجوع کا کہیں گے چنانچہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے آپ بھی اس بوجھ کو اٹھانے سے عاجزی ظاہر کریں گے اور عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جانے کا کہیں گے عیسیٰ علیہ السلام بھی معذرت کر کے خاتم النبیین ﷺ کے پاس بھیجیں گے چنانچہ لوگ درخواست شفاعت لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور آپ ﷺ ان کی درخواست کو قبول کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور مقام محمود پر سجدہ میں گریں گے آپ کے علاوہ کسی کو یہ شرف حاصل نہ ہو سکے گا۔^{۱۷}

أَنْتَ الَّذِي بِكَ قَدْ تَوَسَّلَ آدَمُ

مِنْ زَلَّةِ بَكَ فَازَ وَهُوَ أَبَاكَ

آپ ﷺ ہی ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی لغزش کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے آپ کے وسیلہ سے دعا مانگی چنانچہ وہ کامیاب ہوئے حالانکہ وہ آپ ﷺ کے جدا امجد تھے۔

تفسیر قرطبی^{۱۸} میں آیت فَتَلَّىٰ آدَمَ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَكَانَ عَلَيْهِ إِثْمٌ هُوَ التَّوْبَاتُ الرَّحِيمُ کے تحت نیز حاکم نے مستدرک میں^{۲۰} بیہقی نے دلائل النبوة میں^{۲۱} نیز زر قانی نے شرح مواہب^{۲۲} میں یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہو گئی اور آپ کہ زمین پر بھیجا گیا تو آپ نے سرور عالم ﷺ کے نام نامی سے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی چنانچہ آپ کی دعا قبول ہوئی۔

وَبِكَ خَلِيلٌ دَعَا فَكَادَتْ نَاوَهُ

بَرْدًا وَقَدْ حَمِدَتْ بِنُورِ سَنَاكَ

اور آپ ﷺ کی برکت سے ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی چنانچہ ان کی آگ ٹھنڈی ہو گئی اور وہ آگ آپ کی چمک کے نور سے بجھ گئی۔

علامہ زر قانی نے شرح مواہب میں لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صلب میں موجود تھے اس لیے آپ ﷺ کی برکت سے وہ آگ ٹھنڈی ہو گئی۔^{۲۳}

وَدَعَاكَ أَيُّوبُ لِصُتْرٍ مَسَّهُ

فَأَزِيلَ عَنْهُ الصُّتْرُ حِينَ دَعَاكَ

آپ ﷺ کے نام سے ایوب علیہ السلام نے دعا فرمائی اس تکلیف کو دور کرنے کے لیے جو ان کو پہنچی تو وہ تکلیف دور کر دی گئی جب انہوں نے آپ کے نام سے دعا کی۔

وَبِكَ الْمَسِيحُ أَتَىٰ بِشِيرَاخٍ خَيْرًا

بِصِفَاتِ حُسْنِكَ مَا دَحَا لِفَاعِلَاكَ

اور عیسیٰ آئے آپ کی عمدہ صفات کی خوش خبری کے ساتھ آپ کے علوشان کی تعریف کرتے ہوئے۔

سورۃ الصف میں یہ خوش خبری موجود ہے چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ بِنِيَّ إِسْرَآءِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا

بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا

جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ (۶)^{۲۴}

ترجمہ: اور (اسی طرح وہ وقت بھی تھا بلذکر ہے): جبکہ عیسیٰ (علیہ السلام) ابن مریم (علیہا السلام) نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں، جسے جو پہلے توراہ (آپچی) ہے میں ناسکیتھد پھر نے والا ہوں، اور میرے بعد جو ایک سو لائے والے ہیں جتنا نام (مبارک) احمد ہو گا میں ناسکیتھد تہذیب نے والا ہوں پھر جو ہا نلوگوں کے پاس کھلید لیلیں ملائے تو ہلوگ (اندلا کلیعتہ عجز انکینست) کہنے لگے یہ ہر سنجادو ہے۔^{۲۵}

سیرۃ ابن ہشام میں ہے کہ ایک دفعہ صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے آپ کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ہاں میں اپنے جد بزرگوار حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور اپنے بھائی عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔^{۲۶}

وَكذٰلِكَ مُوسٰى لَم يَزَلْ مُتَوَسِّلًا
بِكَ فِى الْقِيَامَةِ مُخْتَمًا بِحِمَاكَا

اور اسی طرح حضرت موسیٰ بھی قیامت کے دن آپ کا وسیلہ طلب کر دیں گے آپ کی حمایت میں آتے ہوئے۔

خصائص الکبریٰ میں موسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ ﷺ کی امت میں سے ہونے کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو خصالتیں عطا فرمائیں ایک رسالت دوسری حق تعالیٰ سے ہم کلامی۔^{۲۷} یہ تفصیلی روایت درج ذیل ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام پر جب تورات نازل ہوئی اور اس کو پڑھا تو اس میں اس امت کا تذکرہ پایا تو بارگاہ الہی میں درخواست کی کہ تورات میں ایک امت کا ذکر ہے جو سب سے آخر میں آئے گی لیکن سب سے پہلے جنت میں جائے گی تو اس امت کو آپ میری امت بنا دیجیے حق تعالیٰ نے فرمایا یہ احمد ﷺ کی امت ہے۔۔۔ الی آخر

الحديث۔^{۲۸} ایک اور روایت میں ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی اور امت محمدیہ ﷺ کی خیر و برکات سے متعجب ہوئے تو حق تعالیٰ شانہ کی بارگاہ میں درخواست کی کہ کاش میں بھی امت محمد ﷺ میں سے ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں وحی فرمائیں جن کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام خوش ہو گئے، یا موسیٰ انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی وبکلامی، اس پر موسیٰ علیہ السلام پورے طور پر راضی ہوئے۔^{۲۹}

نیز قیامت کے دن موسیٰ علیہ السلام بھی آپ کے جھنڈے تلے ہوں گے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آگے آ رہا

ہے۔

وَ الْأَنْبِيَاءُ وَكُلُّ خَلْقٍ فِي الْوَرَى
وَ الرَّسُلُ وَ الْأَمْلاكُ تَحْتَ لَوْاكَ

اور انبیاء کرام اور تمام مخلوق اور رسول اور سب بادشاہ آپ کے جھنڈے تلے ہوں گے۔

ترمذی شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أنا سيد ولد آدم يوم القيامة ولا فخر ويبدلوا الحمد ولا فخر وما من بيوتنا آدم فممنسوا هبالاتحتلوا ثيابنا و
لمنتشقنها الأرض ولا فخر^{۳۰}

میں قیامت کے دن تمام اولاد آدم کا سردار ہونگا اور مجھے اس پر کوئی تکبر نہیں اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور مجھے اس پر کوئی تکبر نہیں اور آدم علیہ السلام سمیت کوئی نبی نہیں مگر وہ میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور سب سے پہلے زمین میرے اوپر سے ہٹے گی اور مجھے اس پر کوئی تکبر نہیں۔

لَكَ مُعْجَزَاتٌ أَعْجَزَتْ سُلَّمُ الْوَرَى
وَ فَضائلُ جَلَّتْ فَلَيْسَتْ تُحَاكِي

آپ ﷺ کے معجزات ایسے ہیں جس نے ساری مخلوق کو عاجز کر دیا اور ایسے فضائل ہیں جو بہت عظیم الشان ہیں اور ان کی مثل پیش نہیں کی جاسکتی۔

معجزہ وہ خارق عادت اور محیر العقول امر ہے جو نبی کے ہاتھ پر نبی کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لیے حق تعالیٰ ظاہر فرماتے ہیں^{۳۱}۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام کو معجزات عطا فرمائے جو ان کی نبوت کی دلیل ہوتے تھے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: ما من نبي من الأنبياء إلا قد أعطى من الآيات ما مثله آمن عليه البشر^{۳۲} یعنی انبیاء کرام میں سے ہر نبی کو اتنے معجزات اور آیات بینات دی گئیں کہ اگر کسی انسان کو ایمان لانا ہو تو اس کے یقین کے لیے کافی ہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ کو بھی اللہ تبارک و تعالیٰ نے بے شمار معجزات عطا فرمائے جن کی تعداد بعض علماء سیر نے تین ہزار تک بیان فرمائی ہے۔ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں: وذكر النووي في مقدمة شرح مسلم أن معجزات النبي صلى الله عليه و سلم تزيد على ألف ومائتين وقال البيهقي في المدخل بلغت ألفا وقال الزاهدي من الحنفية ظهر على يديه ألف معجزة وقيل

ثلاثة آلاف وقد اعتنى بجمعها جماعة من الأئمة كأبي نعيم والبيهقي وغيرهما.^{۳۳}

نَطَقَتْ طَعَامٌ بِسَمِّهِ لَكُمْ عَلَانًا
وَالصَّبُّ قَدْ لَبَّأكَ حِينَ لَقَاكَ

کھانا خود بول پڑا اپنے زہر کا اعلان کرتے ہوئے اور گوہ نے بھی آپ کو لبیک کہا جب وہ آپ کے پاس حاضر ہوا۔ (نظمت طعام بسمہ لك معلنا) خیر فتح ہونے کے بعد ایک یہودی عورت زینب بنت الحارث (سلاّم بن مسعمر کی بیوی) نے آپ ﷺ کو ایک بھنی ہوئی بکری پیش خدمت کی۔ اور ہدیہ سے پہلے اس نے معلوم کروایا کہ رسول اللہ ﷺ کو بکری کا کون سا حصہ زیادہ مرغوب ہے۔ اس کو بتایا گیا کہ دستی کا حصہ۔ چنانچہ اس نے بکری کو زہر لگایا اور دستی میں خوب زیادہ زہر لگایا۔ جب بکری آپ ﷺ کے سامنے پیش کی گئی آپ ﷺ نے دستی لی اور اس کا ایک لقمہ منہ میں رکھ کر باہر نکال دیا آپ ﷺ کے ساتھ ہی بشر بن البراء بن المعرور نے بھی لقمہ لیا اور نگل گئے۔ آپ ﷺ نے لقمہ باہر نکال کر فرمایا: اس بکری کی ہڈی مجھے خبر دے رہی ہے کہ اس میں زہر ملایا گیا ہے۔ عورت کو بلوایا اور اس سے اس کا سبب دریافت فرمایا اس نے کہا میں نے اس لیے کیا کہ اگر یہ بادشاہ ہیں تو ان کے قتل سے میں راحت حاصل کرونگی اور اگر نبی ہیں تو ان کو پتہ چل جائیگا۔ آپ ﷺ نے اس عورت کو جانے دیا ۲۲ پھر جب اس زہر سے حضرت بشر بن البراء بن المعرور رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو آپ ﷺ نے اس یہود کو قصاصاً قتل کروایا۔ ۳۵

خود آپ ﷺ کو بھی اس زہر سے نقصان پہنچا۔ ۳۶

(والضرب قد لبناك حين لقاكا) گوہ کی گواہی کا یہ حیرت انگیز واقعہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس طرح ذکر فرمایا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ صحابہ کرام کی محفل میں جلوہ افروز تھے کہ بنی سلیم کا ایک دیہاتی وہاں سے گذرا جس نے ایک گوہ کا شکار کیا تھا اور اس کو اپنی آستین میں رکھا تھا تاکہ اس کو گھر لے جا کر بھون کر کھائے۔ جب اس نے اس مجلس کو دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیسی محفل ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ اپنے آپ کو نبی بتاتے ہیں۔ دیہاتی مجلس کو چیرتا ہوا اور کہا: لات اور عزلی کی قسم! عورتوں نے کوئی آدمی نہیں جنا جو مجھے تم سے زیادہ مبغوض اور ناپسندیدہ ہو۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میری قوم مجھے جلد باز کا خطاب دیگی تو میں تمہیں قتل کر دیتا اور تمام اقوام کو خوش کرتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! مجھے حکم دیں کہ اس کو قتل کر دوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! تمہیں معلوم نہیں کہ حلیم اور ربار شخص نبی بننے کے قریب ہوتا ہے۔ پھر آپ ﷺ اس اعرابی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تمہیں کس بات نے ابھارا کہ اس طرح کی باتیں

کرو؟

دیہاتی نے کہا: تم مجھ سے اس طرح بات کرتے ہو۔ لات اور عزلی کی قسم! میں تم پر ایمان نہیں لاسکتا مگر یہ کہ یہ گوہ تم پر ایمان لے آئے۔ اس نے یہ کہا اور گوہ کو اپنی آستین سے نکال کر آپ ﷺ کے سامنے ڈال دیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اے گوہ!

تو گوہ نے صاف عربی میں جواب دیا جس کو سب قوم نے سنا: لبیک و سعدیک.

آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے گوہ! تو کس کی عبادت کرتا ہے؟“

گوہ نے جواب دیا: ”میں اس کی عبادت کرتا ہوں جس کا عرش آسمان میں ہے اور جس کی سلطنت زمین میں ہے۔ اور سمندر میں اس کا راستہ ہے اور جنت میں اس کی رحمت ہے اور دوزخ میں اس کی سزا ہے۔“

آپ ﷺ نے پوچھا: ”میں کون ہوں اے صب؟“

گوہ نے جواب دیا: ”آپ رب العالمین کے رسول ہیں، اور خاتم النبیین ہیں، اور جو آپ کی تصدیق کرے وہ کامیاب ہے اور جس نے آپ کو جھٹلایا وہ ناکام و نامراد ہوا۔“

اب دیہاتی نے کہا: آنکھوں سے دیکھنے کے بعد اب میں کسی کی بات کو نہیں مان سکتا۔ اللہ کی قسم! میں آپ کے پاس آیا اور زمین کے اوپر آپ سے زیادہ مجھے کوئی مغضوب نہیں تھا لیکن اب آپ ﷺ مجھے میرے والدین، میری آنکھوں بلکہ میری ذات سے بھی زیادہ محبوب ہو گئے۔ اور میں اب آپ سے محبت کرتا ہوں اپنے باطن سے اور ظاہر سے اور پوشیدہ اور اعلانیہ پھر کلمہ پڑھا: أشهد أن لا إله إلا الله، وأنت رسول الله۔۔۔۔۔

اس کے بعد یہ اعرابی باہر نکلے تو دیکھا کہ ان کے قبیلہ بنو سلیم کے ایک ہزار جنگجو سامنے کھڑے ہیں، پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم اس شخص کو قتل کرنے جا رہے ہیں جو ہمارے معبودوں کو غلط کہتا ہے۔ دیہاتی نے کہا: ایسا مت کرو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اس کے بعد ان کو واقعہ بتایا تو سب نے مل کر کہا: لا إله إلا الله محمد رسول الله۔^{۳۷}

وَالذُّنْبُ جَاءَكَ وَالغَزَالَةُ قَدْ أَتَتْ

بِكُنْتَسْتَجِيرُ وَتَحْتَمِي بِحِمَاكَ

اور بھیڑ یا آپ کے پاس آیا اور ہرنی بھی آئی آپ کی امان حاصل کرنے اور آپ کی پناہ کے ذریعے پناہ حاصل کرنے۔

قصۃ الذنوب: امام سیوطی رحمہ اللہ نے بحوالہ ہزار و سعید بن منصور اور بیہقی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک بھیڑ یا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور دم ہلانے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بھیڑیوں کا نمائندہ آیا ہے تم لوگوں سے کہنے کہ تم لوگ اپنے مال میں سے کچھ ان کے لیے بھی کر دیا کرو۔^{۳۸}

اسی طرح کی ایک اور روایت سیوطی نے بحوالہ دارمی و ابو نعیم وغیرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی تو دیکھا کہ سو کے قریب بھیڑیے پاؤں بہا رہے بیٹھے ہیں۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے

وَشَكَكَالْبَعِيْرُ اِلَيْكَ حِيْنَ رَاكَمَا

اسی طرح وحشی جانور آپ کے پاس آتے اور آپ کو سلام کرتے اور اونٹ نے آپ سے (اپنے مالک کی) شکایت کی جب اس نے آپ کو دیکھا۔

سیرت کی تقریباً تمام کتابوں میں ایسے واقعات موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جانور بھی آپ ﷺ کو بظاہر و ماویٰ سمجھتے تھے۔ چنانچہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے الخصائص الکبریٰ میں اس طرح کے کئی واقعات درج فرمائے ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے کہ ایک اونٹ آیا جب وہ صف کے قریب پہنچا تو مسجد میں گر گیا۔

آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: اس اونٹ کا مالک کون ہے؟

انصار کے چند نوجوانوں نے کہا یہ اونٹ ہمارا ہے۔

آپ ﷺ نے پوچھا: اس اونٹ کا کیا معاملہ ہے؟

انہوں نے جواب دیا کہ اس اونٹ نے ہمارے ہاں ۲۰ سال گزارے اب جب یہ بوڑھا ہو چکا تو ہم نے اس کو نحر کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ اپنے لوگوں میں اس کو تقسیم کریں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو مجھے بیچو گے؟

انہوں نے کہا: یہ آپ کا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو یہاں تک کہ اس کی موت آجائے۔^{۳۲}

حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تین عجیب چیزیں آپ ﷺ سے دیکھیں ان میں ایک یہ تھی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے کہ ہمارے پاس ایک اونٹ پانی سے لدا ہوا جا رہا تھا جب اس اونٹ نے حضور ﷺ کو دیکھا تو بلبلانے لگا اور اپنی گردن آگے رکھ دی۔ تو آپ ﷺ نے اس اونٹ والے کو بلوایا اور فرمایا کہ یہ زیادہ کام کی اور کم چارہ کی شکایت کر رہا ہے۔ تو تم اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔^{۳۳}

حضرت غیلان بن سلمہ الثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک جگہ قیام کیا تو ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا ایک باغ ہے اسی پر میرا اور میرے اہل و عیال کا گزر بسر ہے۔ اور میرے دو اونٹ ہیں جو آپ پاشی کے لیے استعمال ہوتے ہیں اب وہ مشتعل ہیں اور مجھے اپنے پاس نہ باغ میں آنے دے رہے اور نہ کوئی ان کے قریب جاسکتا ہے۔ آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ باغ تشریف لے گئے اور باغ

والے سے کہا کہ دروازہ کھولو۔ اس نے کہا کہ ان اونٹوں کا معاملہ بہت خطرناک ہے۔

جب اس نے دروازہ میں چابی گھمائی تو وہ دونوں اونٹ چینٹے لگے جب دروازہ کھلا اور ان دونوں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا تو بیٹھ گئے اور آپ ﷺ کے سامنے سجدہ کیا۔ آپ ﷺ نے ان کے سروں کو پکڑا اور مالک کے حوالے کیا اور فرمایا ان سے کام لو اور چارہ اچھی طرح دیا کرو۔ وہاں جو لوگ بیٹھے تھے کہنے لگے اے اللہ کے رسول! آپ کو جانور سجدہ کرتے ہیں تو ہم زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: سجدے اسی ذات کا حق ہے جو ہمیشہ زندہ رہے گی اور اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔^{۳۳} اسی طرح کی بعض روایات میں ہے کہ یہ معجزہ دیکھ کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اونٹ بھی جانتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: سوائے کافر انسان اور کافر جن کے کوئی چیز ایسی نہیں جو یہ نہ جانتی ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔^{۳۵}

وَدَعَوْتُ أَشْجَارًا أَنتَكَ مُطْبِعَةً
وَسَعَتْ إِلَيْكَ مُجِيبَةً لِنَدَاكَ

آپ ﷺ نے درختوں کو بلایا تو وہ فرمانبردار ہو کر آئے اور دوڑے آپ کی طرف آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے سفر میں ایک موقع پر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ دیکھو کوئی درخت یا پتھر نظر آرہا ہے؟

میں نے عرض کیا کہ میں نے کچھ کھجور کے درخت قریب قریب لگے دیکھے ہیں اور پتھر کی چٹان نما ڈھیری بھی دیکھی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ان درختوں کے پاس جا کر کہو کہ اللہ کے رسول ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم سب ایک جگہ جمع ہو جاؤ تاکہ اللہ کے رسول قضاء حاجت کر سکیں اور پتھروں کو بھی یہی کہو۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا میں ان درختوں کو دیکھ رہا تھا کہ درخت زمین کو چھاڑتے ہوئے ایک جگہ جمع ہو گئے اور پتھر اچھل اچھل کر اسی جگہ جمع ہو گئے پھر جب آپ ﷺ نے قضاء حاجت کر لی تو پھر فرمایا کہ اب درختوں اور پتھروں کے پاس دوبارہ جاؤ اور ان کو کہو کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ اپنی جگہوں پر واپس چلے جاؤ۔^{۳۶}

حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم نے ایک جگہ قیام کیا اور رسول اللہ ﷺ سو گئے تو ایک درخت زمین کو پھاڑتے ہوئے آیا اور آپ ﷺ پر جھک گیا پھر اپنی جگہ واپس لوٹ گیا جب آپ ﷺ جاگے تو میں نے یہ قصہ ذکر کیا آپ ﷺ نے فرمایا: اس درخت نے حق تعالیٰ سے اجازت مانگی کہ مجھے سلام کرے تو حق تعالیٰ نے اسے اجازت دے دی۔^{۲۷}

امام بیہقی رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ آپ ﷺ مکہ سے باہر تھے اور اہل مکہ نے آپ ﷺ کو خون سے رنگ دیا تھا تو جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور پوچھا کہ آپ کو کیا ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان لوگوں نے مجھے خون سے رنگ دیا ہے اور ایسا ایسا سلوک کیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کہیں تو آپ کو کوئی نشانی دکھائیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں

حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا اس درخت کو بلائیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا تو وہ درخت زمین کو پھاڑتا ہوا آیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: اب اس کو کہیں کہ واپس چلا جائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اب اپنی جگہ واپس چلے جاؤ۔ تو درخت اپنی جگہ واپس چلا گیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: بس میرے لیے کافی ہے۔^{۲۸}

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے تو ایک اعرابی قریب آیا آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: تم گواہی دیتے ہو کہ لا إله إلا الله وحده لا شریک له وأن محمدا عبده ورسوله؟

اس نے کہا: کون گواہی دیگا تمہاری بات پر؟

آپ ﷺ نے فرمایا یہ پیلو کا درخت۔ پھر آپ ﷺ نے اس کو بلا یا جب کہ وہ درخت نہر کے کنارے پر تھا تو وہ زمین کو پھاڑتا ہوا آیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا آپ ﷺ نے تین دفعہ اس سے گواہی مانگی اس درخت نے تین دفعہ کلمہ شہادت پڑھا اور واپس اپنی اگنے کی جگہ چلا گیا۔^{۲۹}

ترمذی شریف میں روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا میں کیسے مانوں کہ آپ اللہ کے رسول ہو؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں کھجور کے درخت کے اس خوشہ کو بلاؤں اور وہ گواہی دے میں اللہ کا رسول ہوں پھر؟

پھر آپ ﷺ نے اس خوشہ خرما کو بلا یا تو وہ خوشہ نیچے آیا اور آپ ﷺ کے پاس گر گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: واپس جاؤ تو وہ واپس چلا گیا۔ یہ دیکھ کر وہ دیہاتی اسلام لے آیا۔^{۵۰}

وَالْمَاءُ فَاضٌ بِرَاحَتِكَ وَسَبَّحَتْ
جَمُّ الْحَصَى بِالْفَضْلِ فِي يُمْنَاكَ

آپ کی ہتھیلیوں سے پانی بہ پڑا اور بڑی تعداد میں کنکریوں نے آپ کی نبوت اور فضل کی تسبیح پڑھی آپ کے سیدھے ہاتھ میں۔

(والماء فاض براحتيك): امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کی کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ عصر کی نماز کا وقت آگیا اور ہمارے پاس کچھ بچے ہوئے پانی کے علاوہ اضافی پانی نہیں تھا، تو اس پانی کو ایک برتن میں ڈال کر آپ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس میں ڈالا اور انگلیاں کھول دیں اور فرمایا آؤ وضو کی طرف اور اللہ کی برکت کی طرف۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پانی آپ ﷺ کی انگلیوں سے پھوٹ رہا تھا پس لوگوں نے وضو کیا اور پانی پیا اور میں بھی جتنا پانی سکتا تھا پیا کیونکہ میں جانتا تھا اس میں برکت ہے اور اس وقت ہماری تعداد چودہ سو تھی۔^{۵۱}

اسی طرح کی ایک روایت مختصر تانس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ نماز کا وقت آگیا تو جو قریب گھر والے تھے وہ گھر والوں کے پاس چلے گئے وضو کرنے اور بہت سے لوگ باقی رہ گئے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک پتھر کا برتن لایا گیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا تو برتن چھوٹا پڑ گیا کہ اس میں آپ ﷺ کی ہتھیلی پھیل سکے اس سے پوری قوم نے وضو کیا۔ راوی کہتے ہیں ہم نے کہا: ان حضرات کی تعداد کتنی تھی؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اسی اور کچھ زیادہ۔^{۵۲}

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ صبح کے وقت لشکر کے پاس پانی ختم ہو گیا۔ ایک صحابی نے آپ ﷺ کو بتایا کہ لشکر کے پاس پانی نہیں ہے۔

آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: تم لوگوں کے پاس کچھ ہے؟

صحابی نے جواب دیا: جی، پھر ایک برتن لے آئے جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی مبارک انگلیاں برتن کے منہ پر رکھیں اور انگلیاں کھول دی۔ صحابی فرماتے ہیں کہ میں دیکھ رہا تھا کہ چشمے پھوٹ رہے

تھے آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دیں الوضوء المبارک۔^{۵۳}

ایک اور روایت امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کہ فرماتے ہیں ہم صلح حدیبیہ کے دن ۱۵۰۰ تھے۔ پھر یہاں کا ذکر کیا اور فرمایا حضور نور ﷺ کے پاس ایک پیالہ لایا گیا آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس میں رکھا تو پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے ایسے ایلنے لگا جیسے کہ چشمے ہوں۔ پھر ہم نے پیا اور خوب استعمال کیا اور وہ پانی ہم سب کو کافی ہو گیا۔ راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا: آپ حضرات کی تعداد کتنی تھی فرمایا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہمیں وہ پانی کافی ہو جاتا، ہم اس دن پندرہ سو تھے۔^{۵۴}

(وَسَبَّحْتَ جَمْعَ الْحَصَى بِالْفَضْلِ فِي يَمْنَاكَ)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ اکیلے بیٹھے تھے، میں بھی آکر بیٹھ گیا اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور سلام کر کے بیٹھ گئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے سامنے سات کنکریاں رکھی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے انہیں اٹھایا اور اپنی ہتھیلی میں رکھا تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے ان کی آواز سنی جیسے شہد کی مکھیوں کی جھنجھٹا ہوتی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں رکھ دیا تو وہ چپ ہو گئیں۔ پھر آپ نے انہیں اٹھایا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھ دیا تو پھر تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے ان کی آواز سنی جیسے شہد کی مکھیوں کی جھنجھٹا ہوتی ہے پھر انہوں نے انہیں رکھ دیا تو وہ چپ ہو گئیں۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں اٹھایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھ دیا تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے ان کی آواز سنی جیسے شہد کی مکھیوں کی جھنجھٹا ہوتی ہے۔ پھر انہوں نے انہیں رکھ دیا تو وہ چپ ہو گئیں۔ پھر آپ ﷺ نے ان کو اٹھایا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھ دیا تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے ان کی آواز سنی جیسے شہد کی مکھیوں کی جھنجھٹا ہوتی ہے۔ پھر انہوں نے انہیں رکھ دیا تو وہ چپ ہو گئیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہ نبوت کی خلافت ہے۔^{۵۵}

اسی طرح کی روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ نے کچھ کنکریاں اپنے ہاتھ میں لیں تو وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں یہاں تک کہ وہ تسبیح ہم نے سنی۔ پھر ان کو آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیں۔ تو وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں یہاں تک کہ وہ تسبیح ہم نے سنی۔ پھر وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیں۔ تو وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں یہاں تک کہ وہ تسبیح ہم نے سنی۔ پھر ان کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیں۔ تو وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں یہاں تک کہ وہ تسبیح ہم نے سنی۔^{۵۶}

اسی طرح کی ایک روایت کھانے کی تسبیح کے حوالے سے منقول ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: فلقد رأيت الماء ينبع من بين أصابع رسول الله صلى الله عليه وسلم ولقد كنا نسمع تسبيح الطعام وهو يؤكل^{۵۷} یعنی میں نے دیکھا کہ پانی رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں سے پھوٹ رہا تھا اور ہم نے سنا کھانے کی تسبیح کو جب کہ اس کو کھایا جا رہا تھا۔

وَعَلَيْكَ ظَلَّتِ الْعِمَامَةُ فِي الْمَوْرَى
وَالجِدْعُ حَنْءٌ إِلَى كَرِيمٍ لِقَاكَ

ساری مخلوق میں صرف آپ پر بادل نے سایہ کیا اور کھجور کا تنا بھی رو پڑا آپ ﷺ کی پیاری ملاقات کے فراق میں۔

(وعليكَ ظَلَّتِ الْعِمَامَةُ فِي الْمَوْرَى):

امام سیوطی رحمہ اللہ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ کے حوالے سے نقل کیا کہ جب دوپہر کے وقت تھا اور گرمی بہت شدید تھی تو میسرہ نے دیکھا کہ دو فرشتے دھوپ سے آپ کو سایہ دے رہے ہیں اور میسرہ نے اس واقعہ کو یاد رکھا اور جب وہ واپس آئے تو مکہ میں دوپہر کے وقت داخل ہوئے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اس وقت اونچائی پر تھیں تو انہوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ اونٹ پر سوار ہیں اور دو فرشتے آپ پر سایہ کیے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اور عورتوں کو بھی دکھایا تو ان سب کو بھی تعجب ہوا اور

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات میسرہ کو بتائی تو میسرہ نے کہا کہ میں تو اس وقت سے یہ دیکھ رہا ہوں جب سے ہم سفر پر نکلے۔^{۵۸}

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: آپ کے اوپر کوئی دن احد کے دن سے بھی زیادہ سخت گزرا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے تمہاری قوم سے سب سے سخت تکلیف جو پہنچی وہ یوم العقبہ کے وقت جب کہ میں نے اپنے آپ کو ابن عبدالمیل پر پیش کیا، انہوں نے جو کچھ میں نے چاہا اس کو قبول نہیں کیا، پھر میں وہاں سے چلا تو بڑا افسردہ تھا جب میں قرن الثعالب پہنچا تو کچھ افاقہ ہوا اور میں سر اٹھا کر دیکھا تو ایک بادل نے مجھ پر سایہ کیا ہوا تھا۔ الخ^{۵۹}

ترمذی شریف میں روایت موجود ہے کہ جب ابوطالب آنحضرت ﷺ کے شام کے سفر پر لے گئے ساتھ میں قریش کے کچھ لوگ بھی تھے تو ایک راہب کے قریب پڑا اڈالا پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ راہب باہر نکل کر لوگوں سے ملا ہو لیکن اب کی بار وہ باہر آیا اور لوگوں میں گھومنے لگا اور پھر رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ یہ سب

جہانوں کے سردار ہیں یہ رب العالمین کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ ان کو رحمۃ للعالمین بنائے گا۔ قریش کے لوگوں نے کہا: تمہیں کیسے علم ہوا؟

اس نے کہا: جب تم لوگ وادی میں داخل ہوئے تو کوئی درخت یا پتھر ایسا نہیں تھا جو سجدہ میں نہ ہو اور یہ چیزیں صرف نبی کو سجدہ کرتی ہیں اور میں ان کو پہچان رہا ہوں مہربوت سے جو ان کے کندھے کے نیچے سید کی مانند ہے۔ پھر وہ راہب گیا اور کھانا بنا کر لایا تو آپ ﷺ اونٹ چراہے تھے اس نے آپ ﷺ کو بلوایا آپ ﷺ آئے تو بادل نے آپ پر سایہ کیا ہوا تھا۔ الخ^{۲۰}

بدر الدین حلبی رحمہ اللہ نے اس شعر میں اسی معجزہ کی طرف اشارہ کیا:

نَبِي أَظْلَتَهُ الْغَمَامَةُ إِذْ مَشَى ... وَعَنْ أَمْرِهِ جَاءَتْ إِلَى نَحْوِهِ الشَّجَرُ
(والجذع حنبلي كريم لقاكا)

یہ حیرت انگیز معجزہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے عظیم الشان معجزات میں شمار ہوتا ہے۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت بیان کی کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کھجور کے ایک درخت کے پاس سہارا لے کر کھڑے ہوتے تھے۔ پھر صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے لیے ایک منبر بنایا جب جمعہ کا دن آیا تو آپ ﷺ کے سامنے منبر پیش کیا گیا تو وہ کھجور کا تنارونے لگا جیسے بچہ روتا ہے۔ آپ ﷺ منبر سے نیچے اترے اور اسے گلے لگایا تو وہ ایسے سسکیاں لینے لگا جیسے بچہ جب چپ ہو تو سسکیاں لیتا ہے۔ الخ^{۲۱}

ایک اور روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ اس متنے سے جدا ہو کر منبر پر تشریف لے گئے تو وہ تباہیتاب ہو گیا جیسے اونٹنی اپنے بچے کے لیے بیتاب ہو کر آواز نکالتی ہے۔ آپ ﷺ واپس آئے اور اس پر ہاتھ رکھا اور اس سے فرمایا: "پسند کر لیا تو میں تمہیں اسی جگہ لگا رہنے دوں یا پھر تمہیں جنت میں لگوادوں؟ پھر تم اس کی نہروں سے اور دریاؤں سے سیراب ہونا تو تمہاری نشوونما اچھی ہو جائے گی اور پھل بھی بہترین لگے گا اور اللہ کے دوست تمہارا پھل کھائیں گے۔"

آپ ﷺ نے سنا کہ وہ آپ سے کہ رہا تھا: "جی! مجھے منظور ہے۔ جی! مجھے منظور ہے۔"

جب آپ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس نے پسند کیا کہ میں اسے جنت میں لگوادوں۔^{۲۲} اور بعض الفاظ میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی۔^{۲۳} اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر میں اس کو گلے نہ لگاتا تو یہ قیامت تک روتا رہتا۔^{۲۴}

وَكَذَلِكَ لَا إِثْرَ لِمَشْيِكَ فِي السُّرَى
وَالصَّخْرُ قَدْ غَاصَتْ بِهِ قَدَمَاكَ

اسی طرح سفر معراج میں آپ کی چال کے پیچھے کوئی نہیں آسکا۔ اور چٹان میں آپ کے قدموں کے نشانات جذب ہو گئے۔

یعنی سفر معراج میں جو مرتبہ اور مقام آپ ﷺ کو عطا ہوا ایسا اولین و آخرین میں کسی کو نہیں ہوا۔ جس طرح آپ کا سفر ہوا، جس رفتار سے آپ ﷺ نے سفر کیا اس طرح کوئی نہیں کر سکا۔ نیز جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں کے نشانات مقام ابراہیم پر ثبت ہیں شاید آپ ﷺ کا بھی ایسا کوئی معجزہ امام صاحب کے علم میں ہو جس کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا۔

وَأَشْفَيْتَ ذَا الْعَاهَاتِ مِنْ أَمْرَاهِمُ
 وَ مَلَأْتَ كُلَّ الْأَرْضِ مِنْ جَدِّوَاكَا

آپ ﷺ نے خطرناک مرض والوں کو ان کی بیماریوں سے شفاء دی اور زمین کو اپنی بخششوں سے بھر دیا۔

وَرَدَدْتُ عَيْنَ قَتَادَةَ بَعْدَ الْعَمَى
 وَابْنَ الْحُصَيْنِ شَفَيْتَهُمَا شِفَاكَا

آپ ﷺ حضرت قتادہؒ کو واپس لے آئے ناپیدا ہونے کے بعد اور ابن الحسینؒ کو بھی آپ نے اپنی شفاء سے شفا یاب کیا۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ غزوہ بدر میں حضرت قتادہ بن النعمان کی آنکھ میں زخم لگا جس سے ان کی آنکھ باہر نکل کر ان کے گال پہ لٹکنے لگی۔ لوگوں نے اس کو کاٹنے کا ارادہ کیا لیکن پہلے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا آپ نے منع کیا اور انہیں اپنے پاس بلوایا پھر اپنے ہاتھ سے ان کی آنکھ کو واپس اپنی جگہ پر رکھ دیا تو وہ ایسی ہو گئی کہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ کونسی آنکھ میں زخم لگا تھا۔^{۱۷}

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت رفاعہ بن رافع بن مالکؒ کا بھی امام بیہقی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت رفاعہ بن رافع بن مالکؒ فرماتے ہیں کہ مجھے بدر کے دن ایک تیر مارا گیا جس سے میری آنکھ پھوٹ گئی۔ اس پر آپ ﷺ نے اپنا لعاب مبارک لگایا اور میرے لیے دعا فرمائی اس کے بعد کبھی مجھے اس آنکھ میں تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔^{۱۸} میرت حلبیہ میں یہ بھی اضافہ ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت قتادہ کی آنکھ اپنے ہاتھ سے رکھی اور ان کے لیے دعا بھی فرمائی کہ اللھم اکسہ جمالا اے اللہ سے حسن و جمال نصیب فرما۔ اور آپ ﷺ کے معجزات میں سے یہ بھی ہے کہ اگر دوسری آنکھ میں آشوب چشم ہوتا تو اس آنکھ میں نہ ہوتا نیز دیکھنے والا اندازہ نہیں کر سکتا کہ کونسی آنکھ میں زخم لگا تھا۔ بلکہ وہ زخمی آنکھ زیادہ خوبصورت معلوم ہوتی تھی۔^{۱۸}

(و ابن الحصین شفیثہ بشفاکا) قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب الشفائیں روایت نقل کی ہے کہ غزوہ احد کے دن حضرت کلثوم بن الحصین رضی اللہ عنہ کے سینہ کے اوپر تیر لگا، وہ آپ ﷺ کی پاس حاضر ہوئے آپ ﷺ نے اس زخم پر اپنا لعاب مبارک لگایا تو وہ ٹھیک ہو گئے۔^{۴۱}

وَكَلَّذَا حَبِيبًا وَابْتَعَفْرَا بَعْدَ مَا

جُرْحَا شَفَيْتَهُمَا بِلَمْسِ يَدَاكَ

اور حضرت حبیبؓ اور ابن عفراء زخمی ہو گئے تو آپ ﷺ نے انہیں اپنے دست مبارک کے لمس سے شفاء یاب کیا۔

غزوہ بدر کے موقع پر حضرت حُصیب بن اسافؓ یا حُصیب بن عدیؓ کو غزوہ بدر کے دن کندھے پر زخم لگا اور اس کی ایک طرف لٹک گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنی جگہ رکھا تو وہ پہلے کی طرح جڑ گیا۔^{۴۲}

محمد بن یوسف الصالحی الشامی نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ (معاذ بن عمرو بن الجوح) فرماتے ہیں میں نے لوگوں سے سنا کہ ابو جہل مضبوط پہرہ میں رہتا ہے اور اس تک پہنچنا ممکن نہیں۔ جب میں نے یہ سنا تو میں نے اس کو اپنا ہدف بنا لیا جب مجھے اس کے اوپر قدرت ہوئی تو میں نے اس کے اوپر حملہ کیا اور ایسا وار کیا اس کی پینڈی کو کاٹ دیا۔۔۔ اس دوران اس کے بیٹے عکرمہ نے مجھ پر وار کیا جس سے میرا کندھا کٹ گیا۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ روایت میں اتنا اضافہ اور بھی ہے کہ یہ صحابی اپنے ہاتھ کو اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن اس پر لگایا تو وہ جڑ گیا۔^{۴۳}

دوسری روایت قاضی عیاض رحمہ اللہ نے شفاء میں ذکر کی ہے کہ غزوہ بدر کے دن ابو جہل نے معوذ بن عفراء کا ہاتھ کاٹ دیا وہ اس ہاتھ کو لے کر سرکار ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے اس پر لعاب مبارک لگایا اور اس کو جوڑا تو وہ جڑ گیا۔

وَعَلِيٍّ مِنْ رَمَدٍ بِهِدَاوِيْتِه

فِي حَبِيبٍ فَشَفَا بِطَيْبٍ لَمَّا

اور حضرت علیؓ کے آشوبِ چشم کا بھی آپ نے علاج کیا خیر میں تو وہ ٹھیک ہو گئے آپ کے ہونٹوں کی خوشبو سے۔ صحیح مسلم میں روایت ہے کہ خیبر کے دن آپ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا جب کہ ان کو آشوبِ چشم کی بیماری لگی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں جنگ کا علم ایسے آدمی کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے یا فرمایا اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان کو آپ ﷺ کے پاس لے گیا جب کہ وہ آشوبِ چشم میں مبتلا تھے۔ سرکار ﷺ نے ان کی آنکھ میں اپنا لعاب مبارک لگایا تو وہ صحیح ہو گئے اور آپ ﷺ نے ان کو علم عطا فرمایا۔^{۴۴}

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے آشوبِ چشم ہو انہ سر میں درد ہو جب سے آپ ﷺ نے خمیر کے دن میری آنکھ میں لعاب ڈالا۔^{۴۷} بلکہ دوسری روایت میں فرماتے ہیں کہ جب سے آپ ﷺ نے میری آنکھ میں لعاب ڈالا انہ مجھے گرمی محسوس ہوئی نہ سردی اور نہ میری آنکھیں کبھی آشوب سے متاثر ہوئیں۔^{۴۸}

وَسَأَلْتُ رَبَّنَا فِي ابْنِ جَبْرِ بَعْدَ مَا
أَنَّ مَاتَ أَحْيَاهُ وَ قَدْ أَرْضَاكَ

اور آپ نے اپنے رب سے دعا کی ابن جبر کے مرنے کے بعد تو حق تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا اور آپ کا دل خوش کیا۔

احیاء موتی یعنی مردوں کو زندہ کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خاص معجزہ تھا لیکن آپ ﷺ کو بھی اس سے حظ وافر دیا گیا چنانچہ علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر مردوں کی ایک جماعت کو زندہ فرمایا۔^{۴۹}

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے خصائص الکبریٰ میں روایت نقل کی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم صفہ میں بیٹھے تھے ایک عورت ہجرت کر کے آئی اور اس کے ساتھ اس کا جوان بیٹا بھی تھا۔ کچھ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ اس لڑکے کو مدینہ کی وباء پہنچی کچھ دن وہ بیمار رہا پھر انتقال کر گیا آپ ﷺ نے اس کی آنکھیں بند کیں اس کی تجویز و تکفین کا حکم دیا جب ہم اسے غسل دینے لگے تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا اس کی ماں کے پاس جاؤ اور انہیں بتادو۔ میں نے جا کر اطلاع دیدی وہ خاتون آگئیں اور بیٹے کے قدموں میں بیٹھ گئی اور ان کو پکڑ کر دعا کرنے لگی کہ میں آپ کی خاطر ایمان لائی اور بت پرستی کی چادر چھینک دی اور آپ کی محبت میں ہجرت کی۔ اے اللہ! مجھے بت پرستوں کے سامنے رسوا نہ فرما اور مجھ پر ایسی مصیبت نہ ڈال جس کو میں برداشت نہ کر سکوں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابھی اس نے دعا مکمل نہیں کی تھی کہ اس لڑکے کے قدم حرکت کرنے لگے اور اس نے کپڑا اپنے منہ سے ہٹایا اور زندہ رہا یہاں تک کہ حضور ﷺ کا بھی وصال ہو گیا اور اس کی ماں کا بھی۔^{۴۸}

غالباً امام صاحب رحمہ اللہ نے آپ ﷺ کی اسی برکت کی اشارہ فرمایا۔

وَ دَعَوْتُ عَامَ الْقَحْطِ رَبَّنَا
فَأَنْحَلْ قَطْرَةَ السُّحْبِجِينَ دَعَاكَ

آپ ﷺ نے قحط کے سال اپنے پروردگار سے اعلامیہ دعا مانگی تو بادلوں کے قطرے کھل گئے آپ کی دعا سے۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سال لوگوں کو قحط سالی پیش آئی۔ آپ ﷺ جمعہ کے دن منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور کہا اے اللہ کے رسول! مال ہلاک

ہو گئے اور گھر والے بھوکے ہیں آپ ہمارے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر بارش برسائے۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے جب کہ آسمان پر کوئی بادل کا ٹکڑا نہیں تھا کہ اچانک پہاڑوں جیسے بادل اٹھنے لگے اور ابھی آپ منبر سے نیچے تشریف نہیں لائے تھے کہ میں نے بارش کے قطرے آپ کی ڈاڑھی مبارک سے گرتے ہوئے دیکھے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس دن بھی بارش ہوئی پھر اگلے دن بھی پھر اس سے اگلے دن بھی اگلے جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ اگلے جمعہ وہی دیہاتی یا کوئی دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! عمارتیں گر گئیں اور مال غرق ہو گیا آپ اللہ تبارک و تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا فرمائیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: اے اللہ ہمارے ارد گرد برسا اور ہم پر نہ برسائیں آپ اشارہ فرماتے جاتے اور آسمان کے کناروں پر بادل وہاں سے ہٹتے جاتے یہاں تک کہ مدینہ گول گڑھے کی طرح ہو گیا اور ایک مہینہ تک وادیاں نہروں کی طرح بہتی رہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ آس پاس کے علاقوں سے کوئی آدمی نہیں آتا تھا مگر بارش کی کثرت کو بیان کرتا۔^{۴۹}

فَدَعَوْتُ سُلَيْمَانَ الْخَلِيقَ فَانْقَادُوا إِلَيَّ

دَعَوَاتِكَ طَوْعًا سَامِعِينَ نِدَاكَ

آپ نے تمام مخلوق کو اللہ کی طرف بلا یا تو وہ آپ کی دعوت کے سامنے فرمانبردار ہو گئے آپ کی آواز کو سنتے ہوئے۔

أَعْدَاكَ عَادُوا فِي الْقَلْبِ بِحَمِيمِهِمْ

طُرًا وَقَدْ حَرَبُوا لِرِضًا بِجَفَاكَ

آپ کے دشمنوں نے آپ سے دشمنی کی دل میں نفرت کی آگ کے ساتھ سب کے سب نے اور انہوں نے اپنی خوشی سے آپ سے جنگیں کی تھیں آپ کے ساتھ ظلم کرتے ہوئے۔

فِي يَوْمٍ بَدْرٌ قَدْ أَتَيْتَكَ مَلَائِكُ

مِنْ عِنْدِ رَبِّكَ فَاتَّكَلْتُ أَعْدَاكَ

بدر کے دن آپ کے پاس فرشتے آئے آپ کے رب کی طرف سے اور آپ کے دشمنوں کو قتل کیا۔

آپ ﷺ کے معجزات میں سے ایک عظیم الشان معجزہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے براہ راست فرشتوں کو آپ ﷺ کی مدد کے لیے بھیجا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "اور یہ (بات) محقق ہے کہ حق تعالیٰ نے تم کو بدر میں منصور فرمایا حالانکہ تم بے سرو

سامان تھے۔ سو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو تا کہ تم شکر گزار رہو۔ جب کہ آپ مسلمانوں

سے یوں فرما رہے تھے کہ کیا تم کو یہ امر کافی نہ ہو گا کہ تمہارا رب تمہاری امداد کرے تین ہزار فرشتوں کے ساتھ جو اتارے جاویں گے۔ ہاں کیوں نہیں اگر مستقل رہو گے اور متقی رہو گے اور وہ لوگ تم پر ایک دم سے آپہنچیں گے تو تمہارا رب تمہاری امداد فرمائے گا پانچ ہزار فرشتوں سے جو کہ ایک خاص وضع بنائے ہوئے ہوں گے۔^{۸۰}

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر کے دن ایک مسلمان کسی مشرک کے پیچھے دوڑتا تھا کہ اچانک وہ اوپر سے کوڑے کی آواز سنا اور کسی شہسوار کی آواز سنا کہ اے حیزوم آگے بڑھ پھر جو دیکھا تو وہ مشرک زمین پر پڑا ہوا تھا۔۔۔ اس انصاری نے آپ ﷺ سے تذکرہ کیا آپ ﷺ نے فرمایا تم نے سچ بتایا یہ تیسرے آسمان کی مدد تھی۔^{۸۱} ربیع بن انس فرماتے ہیں کہ لوگ اپنے مارے ہوئے اور فرشتوں کے مارے ہوؤں کو پہچانتے تھے ان کی گردن کے اوپر اور پوروں پر نشان ہوتا تھا آگ سے جلنے کا۔^{۸۲}

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر کے دن فرشتوں کی انشائی سفید عمامے تھے جن کے شملے کمر تک تھے اور حنین کے دن سرخ عمامے تھے۔ بدر کے علاوہ کسی موقع پر ملائکہ نہیں لڑے باقی دنوں میں فرشتے صرف تعداد بڑھانے اور مدد کے لیے آتے، لڑتے نہیں تھے۔^{۸۳}

وَالْفَتْحُ جَاءَكَ يَوْمَ فَتْحِكَ مَكَّةَ

وَالنُّصْرُ فِي الْأَحْزَابِ قَدْ وَاثَقَا

فتح مکہ کے دن آپ کو کامل فتح حاصل ہو گئی۔ اور غزوہ احزاب کے موقع پر مدد نے آپ کے پاؤں چومے۔

فتح مکہ کے موقع پر حق تعالیٰ کی طرف سے خصوصی مدد شامل حال رہی چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

“اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب خدا کی مدد اور (مکہ کی) فتح (مع اپنے آثار کے) آ

پہنچے (یعنی واقع ہو جائے)۔ اور (آثار جو اس پر متفرع ہونے والے ہیں کہ) آپ لوگوں کو

اللہ کے دین (یعنی اسلام) میں جوق جوق داخل ہوتا ہوا دیکھ لیں۔ تو اپنے رب کی تسبیح و تحمید

کیجیے اور اس سے استغفار کی درخواست کیجیے وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔”^{۸۴}

عام طور سے قبائل کی نظریں فتح مکہ پر لگی تھیں کیونکہ واقعہ فیل کی وجہ سے سب کا یقین تھا کہ محمد ﷺ باطل پر

ہوں گے تو بیت اللہ پر فتح حاصل نہ کر سکیں گے نیز آپ ﷺ نے فتح مکہ کا اعلان بھی کر رکھا تھا چنانچہ روایت ہے کہ

ذوالجوشن الکلابیہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا چیز تمہیں اسلام سے روک رہی ہے؟

اس نے کہا آپ کی قوم نے آپ کو جھٹلایا، نکالا اور لڑائی کی۔ اب میں انتظار میں ہوں اگر آپ ان پر غالب آگئے تو

میں آپ پر ایمان لے آؤنگا اور آپ کی اتباع کرونگا اور اگر وہ آپ پر غالب آگئے تو میں آپ کی اتباع نہیں کرونگا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ذوالجوشن شاید تھوڑا ہی عرصہ گزرے گا کہ تم میرے ان پر غلبہ کے بارے میں سن لو گے۔ ذوالجوشن کہتے ہیں کہ قسم بخدا! میں بضریرہ کے مقام پر ہی پہنچا تھا کہ مکہ کی طرف سے ایک سوار ہماری طرف آیا۔ ہم نے پوچھا کیا خبر ہے؟ اس نے بتایا کہ محمد ﷺ مکہ والوں پر غالب ہو گئے۔ ذوالجوشن بچھتاتے تھے کہ انہوں نے اسلام قبول نہ کیا جب آنحضرت ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تھی۔^{۸۵}

ان وجوہات سے سارے قبائل کی نظریں فتح مکہ پر تھیں۔ چنانچہ جب مکہ فتح ہو گیا تو قبائل کے قبائل اسلام میں داخل ہونے لگے جب کہ فتح مکہ سے پہلے ایک ایک دور دور کر کے اسلام لاتے تھے۔ اسی عظیم الشان فتح کی طرف امام صاحب رحمہ اللہ نے اشارہ فرمایا۔

والنصر في الأحزاب قد وافا كما: غزوه الأحزاب کے موقع پر بھی عظیم الشان فتح نے آپ کے قدم چومے۔ خود قرآن پاک اس فتح کو بیان کرتا ہے۔

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

“خلاصہ اس واقعہ کا یہ ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہودی تفسیر کو مدینہ سے نکال دیا تھا، انہوں نے سنہ چار یا پانچ ہجری میں قبائل عرب کو بہکایا، اور سب دس بارہ ہزار آدمی مدینہ پر چڑھ آئے، آپ نے مدینہ کے گرد خندق کھدوائی، اور تین ہزار آدمیوں سے مقابل ہوئے قریب ایک ماہ کے یہ محاصرہ رہا، آخر اللہ تعالیٰ نے ظاہر ایک آندھی اور باطن ایک لشکر سے سب کفار کو منتشر اور منہزم کر دیا، چونکہ یہودی بنی قریظہ نے اپنے معاہدہ کے برخلاف ان محاصرین کو مدد دی تھی اس لیے آپ بجزد فراغ غزوہ احزاب کے ان کے مقابلہ کے لیے چلے، وہ اول قلعہ بند ہو گئے اور بیس پچیس روز تک محصور رہے، پھر آخر تنگ ہو کر نکلے اور بعضے قید کئے گئے اور اس واقعہ میں منافقوں سے بھی بہت بے مروتی کی باتیں صادر ہوئیں، اور چونکہ اس میں بہت سے گروہ چڑھ آئے تھے اور خندق بھی کھدی تھی اس لیے اس کا نام غزوہ احزاب بھی ہے اور غزوہ خندق بھی ہے۔”^{۸۶}

هُودٌ وَيُونُسٌ مِنْ بَهَائِكَ تَجْمَلًا

وَجَمَلٌ يُوسُفٌ مِنْ ضِيَاءِ فَمَاكَا

حضرت ہود اور یونس علیہما السلام آپ کی رونق سے خوبصورت بنے اور یوسف کا حسن بھی آپ کے رخ انور کی

روشنی سے مستفاد تھا۔

امام سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کو ایسا حسن دیا گیا کہ وہ تمام انبیاء اور مرسلین سے بلکہ ساری مخلوق سے بڑھ گئے اور ہمارے نبی ﷺ کو ایسا حسن دیا گیا جو کسی کو نہیں دیا گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن میں ایک حصہ دیا گیا جب کہ حضور ﷺ کو پورا حسن دے دیا گیا۔^{۸۷}

قَدْ فَفَقْتُ يَا طَهُ جَمِيعَ الْأَنْبِيَاءِ
طَرًّا فَسُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَأَكَ

اے طہ ﷺ آپ تمام انبیاء کی جماعت میں سب سے آگے بڑھ گئے پس پاک ذات ہے وہ جو آپ کو معراج پر لے گئی۔

وَاللَّهِ يَا يُسُ مِثْلَكَ لَمَيْكُنْ

فِي الْعَالَمِينَ وَحَقٌّ مَنْ مَنَّا كَمَا

اللہ کی قسم! اور اس ذات کی قسم جس نے آپ پر احسان کیا! اے یاسین ﷺ! آپ کا مثل سارے جہانوں میں کوئی نہیں۔

علماء فرماتے ہیں کہ کسی نبی کو کوئی معجزہ اور فضیلت نہیں دی گئی مگر ہمارے نبی ﷺ کو اس کے مثل یا اس سے بڑھ کر عطا کی گئی۔^{۸۸} اور جن فضائل میں آپ ﷺ باقی انبیاء کرام سے ممتاز ہیں وہ بعض علماء نے ۶۰ خصالتیں شمار کی اور بعض نے ڈھائی سو سے زیادہ خصائل اور معجزات بیان فرمائے جن میں آپ ﷺ گذشتہ تمام انبیاء کرام سے ممتاز اور امام صاحب کے الفاظ میں ”سب سے آگے بڑھ گئے“۔^{۸۹} ﷺ

امام سیوطی رحمہ اللہ نے دو سو صفحات پر ان ڈھائی سو سے زیادہ خصائص اور امتیازات کو تفصیل کے ساتھ تحریر فرمایا اور دیگر علماء نے بھی اپنے اپنے ذوق کے مطابق اس پر مختلف تصنیفات میں کلام فرمایا۔

عَنْوَصْنَفِكَ الشُّعْرَاءُ يَا مُدَّتَّرْ

عَجَزُوا وَكَلَّلُوا عَنِ صِفَاتِ عَلَاكَ

اے مدثر ﷺ! آپ کے اوصاف کو بیان کرنے سے سارے شعراء عاجز آگئے اور آپ کی بلند صفات بیان کرنے سے تھک گئے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مشہور زمانہ اشعار یہاں نقل کرنا مناسب ہے۔

وأجمل منك لم تلد النساء

وأحسن منك لم تر قط عيني

كأنك قد خلقت كما تشاء^{۹۰}

خلقت مبراً من كل عيب

آپ ﷺ سے حسین میری آنکھ نے نہیں دیکھا۔ اور آپ ﷺ سے خوبصورت عورتوں نے جناہی نہیں۔
 آپ تو ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے گویا کہ آپ کو ایسا پیدا کیا گیا جیسا آپ نے چاہا۔
 مَاذَا يَقُولُ الْمَادِحُونَ وَمَا عَسَى
 أَنْ يَجْمَعَ الْكِتَابُ مِنْ مَعْنَاكَ
 کتنا کہیں گے تعریف کرنے والے آپ کی شان میں اور ممکن نہیں کہ لکھنے والے آپ کی صفات کو جمع کر
 سکیں۔

وَاللَّهِ لَوْ أَنَّ الْبِحَارَ مِثْلَهُمْ
 وَالْعُشْبُ أَقْلَامٌ جُعِلْنَ لِدَاكَ

اللہ کی قسم! اگر سمندروں کو ان کی سیاہی بنا دی جائے اور تنوں کو اس مقصد کے لیے قلم بنا دیا جائے۔

لَمْ يَقْدِرِ الثَّقَلَانِ جَمْعُ مَعْدَرَةٍ
 أَبَدًا وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ إِذْرَاكَ

جن وائس دونوں آپ کی تعریفات جمع نہیں کر سکیں گے کبھی بھی اور نہ کبھی اس کے ادراک کی استطاعت ان
 کو حاصل رہی۔

شیخ سعدی رحمہ اللہ سے منسوب ایک نعتیہ قطعہ یہاں پیش کرنا مناسب ہے۔ اس نعتیہ قطعے کے پہلے تین
 مصرعے عربی اور آخری مصرعہ فارسی زبان میں ہے۔

من وجهک المنیر لقد نور القمر
 بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
 لا یمكن الشناء کما کان حقہ

اے صاحب الجمال ﷺ اور اے انسانوں کے سردار ﷺ آپ ﷺ کے رخ انور سے چاند چمک اٹھا
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا کا حق ادا کرنا ممکن ہی نہیں قصہ مختصر یہ کہ خدا کے بعد آپ ﷺ ہی

بزرگ ہیں

لِي فِيكَ قَلْبٌ مُعْرَمٌ يَا سَيِّدِي
 وَ حُشَاشَةٌ مَحْشُوءَةٌ بِهَوَاكَ

آپ ﷺ کی محبت میں میرا دل فریفتہ ہے اے میرے آقا! اور روح میں آپ ﷺ کی محبت بسی ہوئی ہیں۔
 ان اشعار سے امام صاحب سرکارِ دو عالم ﷺ سے اپنی بے پناہ محبت کا اظہار فرما رہے ہیں۔ اور کیوں نہ ہو جب
 کہ آپ ﷺ نے اپنی محبت کو ایمان کا جز و لازم قرار دیا چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: فوالذی نفسی بیدہ لا
 یؤمن أحدکم حتی أكون أحب إليه من والده وولده والناس أجمعین یعنی قسم اس ذات کی جس کے قبضہ

میں میری جان ہے تم میں سے کوئی کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والدین، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

امام صاحب رحمہ اللہ اسی محبت کو بیان فرما رہے ہیں۔ اور یہ اظہارِ محبت بھی غالباً اس حدیث کی تعمیل میں ہے جو درج ذیل ہے۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: "إِذَا أَحَبَّ الرَّجُلُ أَخَاهُ فَلْيُخَيِّرْهُ أَنَّهُ يَحِبُّهُ" ۹۲۔
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی سے محبت کرے تو اسے بتادے کہ وہ اس سے محبت رکھتا ہے۔

فَإِذَا سَكَتُ فَفِيكَ صَمْتِي كُلُّهُ
وَإِذَا نَطَقْتُ فَأَمَدُحُ عَلَيْكَ

جب میں چپ ہوں تو میری ساری خاموشی آپ کے بارے میں ہوتی ہے اور جب میں بولتا ہوں تو بس آپ ہی کی بلند صفات کی تعریف کرتا ہوں۔

وَإِذَا سَمِعْتُ فَعَنْكَ قَوْلًا طَيِّبًا
وَإِذَا نَظَرْتُ فَمَا أَرَىٰ إِلَّا كَا

اور جب میں سنتا ہوں تو آپ ﷺ سے مروی پاکیزہ باتیں سنتا ہوں اور جب میں دیکھتا ہوں تو آپ کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔

امام صاحب نے اپنا فقہی اصولی موقف ان الفاظ میں دنیا کے سامنے پیش کیا کہ میں کتاب اللہ پر عمل کرتا ہوں اگر اس میں پاؤں۔ اگر کتاب اللہ میں نہ ملے تو سنتِ رسول اللہ ﷺ میں ڈھونڈ کر عمل کرتا ہوں اگر سنت رسول اللہ ﷺ میں نہ ملے تو صحابہ کرام کے قول میں سے جس کے قول پر چاہتا ہوں عمل کرتا ہوں اور جس کا قول چاہتا ہوں چھوڑتا ہوں لیکن صحابہ کے قول سے خروج کر کہ غیر صحابی کے قول پر عمل نہیں کرتا۔ پھر جب بات ابراہیم اور شیعی اور ابن سیرین اور حسن، عطاء اور سعید بن المسیر رحمہم اللہ کی آتی ہے تو ان حضرات نے اجتہاد کیا پس میں بھی اجتہاد کرتا ہوں جیسے ان حضرات نے کیا۔ ۹۳۔

ایک دوسری جگہ آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب حدیث، رسول اللہ ﷺ کی طرف سے پہنچے تو سر آنکھوں پر اور جب صحابہ کی طرف سے کوئی بات آئے تو ہم اس میں سے اختیار کرتے ہیں اور صحابہ کے قول سے باہر نہیں نکلتے اور جب تابعین کی طرف سے کوئی بات پہنچے تو ہم ان کا مقابلہ کرتے ہیں۔ خود ایک جگہ امام صاحب رحمہ اللہ نے تجب کا اظہار فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں میں رائے سے فتویٰ دیتا ہوں حالانکہ میں نے کبھی بغیر اثر کو بنیاد بنائے فتویٰ نہیں دیا۔ ۹۴ اشعار میں اسی والہانہ طرزِ تفکر و استنباط کی طرف اشارہ ہے۔

يَا مَالِكِي كُنْ شَافِعِي مِنْ فَاقَتِي
اِنِّيَقْفِيْرٌ فِي الْوَرَى لِعِنَاكَ

اے میرے مالک میری محتاجی میں میری شفا عنقرنے والے ہو جائیے یقیناً میں مخلوق میں صرف آپ سہی
عطاء کا محتاج ہوں۔

يَا اَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَرَى
جُدْ لِي بِجُودِكَ وَاَرْضِنِي بِرِحْمَتِكَ

اے جن وانس میں سب سے کریم! اے مخلوق کے لیے خزانہ! آپ اپنی سخاوت سے مجھے فیض یاب فرمادیں
اور اور اپنی رضامندی عنایت فرما کر میرا دل خوش کر دیجیے۔

اَنَا طَامِعٌ فِي الْجُودِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ
لِأَبِي حَنِيفَةَ فِي الْأَنْامِ سِوَاكَ

میں آپ ہی کے جود و سخا کی طمع رکھتا ہوں اور ابوحنیفہ کا آپ کے سوا مخلوق میں کوئی نہیں۔

فَعَسَاكَ تَشْفَعُ فِيهِ عِنْدَ حِسَابِهِ
وَ لَقَدْ غَدَا مَتَمَسِكًا بِعُرَاكَ

پس آپ ہی سے امید ہے کہ آپ قیامت کے دن بندے کی حساب کے وقت شفاعت کریں گے۔ اور یہ بندہ
آپ کے حلقہ کو مضبوط پکڑا ہوا ہے۔

وَلَأَنْتَ أَكْرَمُ شَافِعٍ وَمُشْفَعٍ
وَمَنْ التَّجَا لِحِمَاكَ نَالَ وَفَاكَ

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تو یقیناً تمام شفاعت کرنے والوں میں سب سے کریم ہیں اور آپ کی شفاعت قبول بھی کی جائیگی۔
جس نے سہارا لیا آپ کی حفاظت کا اسی نے آپ کی وفا کو پایا۔

وَاجْعَلْ فِدَايَ شَفَاعَةً لِي فِي غَدَا
فَعَسَى اَكُنُّ فِي الْحَشْرِ تَحْتَ لُؤَاكَا

میرے حق میں اپنی شفاعت کو میری جان چھڑانے کا فدیہ بنا دیجیے کل کے روز۔ امید ہے کہ میں بھی روزِ حشر
آپ کے جھنڈے تلے ہوؤں گا۔

ان اشعار میں امام صاحب رحمہ اللہ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے شفاعت کی درخواست فرما رہے ہیں کیونکہ
آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شفاعت کا ہر خاص و عام محتاج ہے۔

صَلَّى عَلَيْكَ اللَّهُ يَا عَلَمَ الْهُدَى
مَا حَنُّ مُشْتَاقٍ إِلَى مَشْوَاكَ

اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں آپ پر اے رشد و ہدایت کے علم! جب تک عشاق آپ کی قیام گاہ کے مشتاق

رہیں۔

وَعَلَىٰ صَحَابَتِكَ الْكِرَامِ جَمِيعِهِمْ وَالتَّابِعِينَ وَكُلِّ مَنْ وَالَاكَا

اور آپ کے تمام معزز صحابہ کرام پر اور تابعین پر اور ہر اس شخص پر جو آپ سے محبت رکھے۔ (آمین)

مراجع و حواشی

- ۱۔ قام باصداره مركز الملك فيصل، خزائن التراث - فهرس مخطوطات (۵۳/۱۶)
- ۲۔ خزائن التراث (۹۶۳/۱۸) ۳۔ خزائن التراث (۲۸۹/۶۱) ۴۔ خزائن التراث (۲۸۹/۶۱)
- ۵۔ البرز، ابوبکر احمد بن عمرو بن عبد اللطيف (التوفى: ۲۹۶ھ-)، (۲۰۰۵)، البحر الزخار المعروف بسند البرز، المدينة المنورة: مكتبة العلوم والحكم، ط ۱۳/۱۳، رقم: ۲۳۹۱، البيهقي، أحمد بن الحسين (التوفى: ۳۵۸ھ-)، (۱۹۹۳)، حياة الأنبياء بعد وفاتهم، المدينة المنورة: مكتبة العلوم والحكم، ط ۱: ۷۰
- ۶۔ البيهقي، شعب الإيمان (۲۰۰۳)، الرياض: مكتبة الرشد، ط ۳/۱۳، رقم: ۱۳۸۱، حياة الأنبياء (ص: ۱۰۲)
- ۷۔ شعب الإيمان ۳/۱۳، رقم: ۱۳۷۹، حياة الأنبياء ص: ۹۹
- ۸۔ الترمذي، أبو عيسى، محمد بن عيسى، (۱۹۷۵)، الجامع الصحيح سنن الترمذي، مكتبة مصطفى الباني، ط ۵، ۲/۵، رقم: ۳۰۸، رقم: ۳۱۳۸
- ۹۔ الطبراني، سليمان بن أحمد، المعجم الكبير، القاهرة: مكتبة ابن تيمية، ۲۹/۱۲
- ۱۰۔ الهندي، المتقي، علاء الدين علي بن حسام الدين (التوفى: ۹۷۵ھ-)، (۱۹۸۵)، كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، بيروت: مؤسسة الرسالة، ط ۵، ۵/۱۳، رقم: ۱۳۳۶۹ ۱۱۔ التمام: ۸۰
- ۱۲۔ البخاري، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه، صحيح البخاري، دار طوق النجاة، ۱۲/۱
- ۱۳۔ العجلوني، (سأيل بن محمد) (التوفى: ۱۱۶۲ھ-)، كشف الخفاء ومزيل الإلباس، مكتبة العلم الحديث، ۱۹/۲، رقم: ۳۱۳۳، قال الصغاني موضوع، وأقول لكن معناه صحيح وإن لم يكن حديثاً**
- ۱۴۔ الديلمي، شيرويه بن شهردار بن شيرويه (۱۹۸۶)، الفردوس بمأثور الخطاب، بيروت: دار الكتب العلمية، ۵/۲۳۷، كنز العمال ۱۱/۳۳۱۔
- ۱۵۔ التاريخ، ملاحظ، شرح النشفا بعريف حقوق المصطفى للقاضي عياض، بيروت: دار الكتب العلمية، ۳۳۷/۱
- ۱۶۔ الطبراني، المعجم الأوسط، القاهرة: دار الحرمين، ۶/۲۵۷ ۱۷۔ صحيح البخاري، ۹/۱۳۱
- ۱۸۔ القرطبي، محمد بن أحمد بن أبي بكر، الجامع لأحكام القرآن - تفسير القرطبي، ۱/۳۶۵، وقالت طائفة: رأى مكتوبا على ساق العرش محمد رسول الله فتنفخ بذلك ۱۹۔ البقرة: (۳۷)
- ۲۰۔ الحاكم، أبو عبد الله محمد بن عبد الله بن محمد، مستدرک علی الصحیحین، ۲۲۹/۳
- ۲۱۔ البيهقي، دلائل النبوة، بيروت: دار الكتب العلمية، ۵/۳۸۹
- ۲۲۔ الزرقاني، محمد بن عبد الباقي بن يوسف المالكي (التوفى: ۱۱۲۲ھ-)، شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، بيروت: دار الكتب العلمية، (۲۲۰/۱۲)
- ۲۳۔ شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية (۲۹۳/۳): وقال تعالى: {بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ} [التوبة: ۱۲۸] فبعثه الله تعالى رحمة لأمته، ورحمة للعالمين وروى البيهقي مرفوعا: "إنما أنا رحمة مهداة" فرحم الله به الخلق مؤمنهم وكافرهم، وهذا الاسم من أخص أسمائه. وقد كان حظ آدم من رحمته سجود الملائكة له تعظيما له إذ كان في صلبه، ونوح: خروجه من السفينة سالما، وإبراهيم: كانت النار عليه بردا وسلاما إذ كان في صلبه، فرحمته عليه الصلاة والسلام في البلد والختم والدوام.